الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول

یعنی:

حقیقتِ نسب

از:

حکیم الامت حضرت العلامہ مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمۃ

ناشر:

مکتبہ انوار مدینہ کوچہ نسیم مچھلی کمان مکان نمبر 12.6.289 حیدر آباد

زیر اہتمام:

حضرت مولانا سید محمد عبد القدیر حسینی نورانی پاشاہ مدظلہ بانی و ناظم جامعہ انواریہ حیدر آباد

باب العلم النواریہ ایجوکیشنل سوسائٹی
کا تعارف

ایک نظر میں

باب العلم النواریہ ایجوکیشنل سوسائٹی کے زیر اہتمام شہر و اضلاع میں "جامعۃ النواریہ حیدرآباد" اور اسکی ۱۵ شاخیں (مدارس) چلائے جارہے ہیں جن میں تقریباً ساڑھے تین ہزار (۳۵۰۰) طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں، دو اقامتی اداروں میں تین سو طلبہ کے طعام و قیام طبی و تعلیمی و دیگر ضروریات کے ساتھ غریب یتیم بے سہارا بچوں کیلئے بلا فیس تعلیم کا انتظام ہے ان کی امداد کرنا باقیات صالحات و ثواب جاریہ ہے۔ آپ کے پیسے کا بہترین مصرف اشاعت علم دین اور یہی امت مرحومہ کی بہترین خدمت ہے۔

ارسالِ زر کا پتہ:

اکاؤنٹ نمبر 4674 کنارا بنک

صدر دفتر: 3/318/4.20 ہمت پورہ خلوت پیالیں

حیدرآباد

فون نمبرس: 4521676_4411804

الصلاۃ المقبول فی طہارۃ نسب الرسول

یعنی:

حقیقتِ نسب

از:

حکیم الامت حضرت العلامہ مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمۃ

ناشر:

مکتب انوار مدینہ کوچہ نسیم مچھلی کمان مکان نمبر 12-6-289 حیدر آباد

زیر اہتمام:

حضرت مولانا سید محمد عبد القدیر حسینی نورانی پاشاہ مدظلہ بانی و ناظم جامعہ انواریہ حیدرآباد

۱۳۲۴ھ ۱۹۰۶ء

حضرتِ حکیم الامت قدس سرہ

۱۳۹۱ھ ۱۹۷۱ء

چودھویں صدی ہجری ختم ہو چکی ہے اس صدی میں سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں نابغۂ روزگار ہستیاں عالم رنگ و بو میں اپنے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور رشد و ہدایت کے نقوش ثبت فرما کر عالم جاودانی کو تشریف لے گئیں ان حضرات میں حکیم الامت حضرت علامہ شاہ مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی بدایونی علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت بہت نمایاں اور ممتاز نظر آتی ہے۔ انہوں نے اپنے پیچھے تصانیف کا گرانقدر ذخیرہ بطور یادگار چھوڑا ہے۔ ہند و پاک کے علماء نے ان کی جلالتِ علم اور فضل و کمال کا سکہ تسلیم کیا۔ ان کی تصانیف کی ایک کڑی زیرِ نظر کتاب بھی ہے۔ جس میں حقیقتِ نسب کے موضوع پر شاندار بحث فرمائی۔ اور عقائدِ باطلہ کا ردِ بلیغ فرمایا ہے اور بہت سے دلائلِ عقلیہ و نقلیہ سے یہ ثابت کیا ہے کہ ساداتِ کرام کو سرکار روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب روزِ قیامت کام آئے گا۔

ولادت و نسب: شوال ۱۳۲۴ھ م ۱۹۰۹ء میں بمقام اوجھیانی ضلع بدایوں یوپی میں پیدا ہوئے ان کا خاندان یوسف زئی پٹھان قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کے والد گرامی ملا محمد یار خان صاحب ابن منور خان صاحب بستی کے معزز شخص دینداری، نماز و جماعت کی انتہائی پابندی ان کا شانِ زندگی تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضراتِ قارئین! الحمد للہ

زیرِ نظر کتاب "الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم" بمعروف "حقیقتِ نسب" حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان کی گرانقدر تصنیف ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ونسب کی شرافت پر ساری امتِ مسلمہ کے لئے چراغِ ہدایت اور اس موضوع پر باطل عقائد ونظریات کا ردِ بلیغ بھی ہے، جس ضرورت وتقاضے کی تکمیل کے لئے یہ کتاب لکھی گئی تھی، وہی حالات اس نایاب وکمیاب کتاب کی پھر سے طباعت کے متقاضی ہیں۔

اہلِ حق پر یہ فرض ہے کہ جس زمانے میں جو خرابی عام ہوتی اور جس شدت کے ساتھ پھیلتی ہے اس خرابی کا اسی شدت کے ساتھ قلع وقمع کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائیں ــــــــ اسی نظریہ سے یہ خادمِ اہلسنت وجماعت نے حسبِ عادت ایک بیدار مسلح سپاہی کی طرح جو سرحد پر کھڑے اپنے ملک کی حفاظت کے لئے ہمہ تن چوکس رہتا ہے، اسی طرح مذہبِ حق اہلسنت وجماعت

پر حملہ کرنے والے ہر مخالف اور ناموسِ رسالت پر حملہ آور ہر گستاخِ رسول واعداءِ
دین کے لیے اعلانِ جنگ دیتا ہے بفضلہٖ تعالیٰ جہاد باللسان والقلم کا فریضہ باوجود
قلتِ وسائل وکثرتِ مسائل حسبِ استطاعت شد و مد کے ساتھ جاری ہے،
اسی سلسلہ کی ایک کڑی زیرِ نظر کتاب حقیقتِ نسب کی طباعت ہے، قوی امید
ہے کہ اسکی طباعت سے ان تمام سوالات واعتراضات کا سدِ باب ہو جائیگا
جو سادات کرام کی بزرگی و بلند مرتبہ کو گھٹانے کے لئے وقتاً فوقتاً چھوٹی بڑی
مجلسوں میں کوتاہ بینوں اور بیمار ذہنوں میں پیدا کئے جاتے ہیں۔

اگرچہ ایمان کے ساتھ عملِ صالح کی اہمیت سے کبھی بھی انکار نہیں کیا
جاسکتا جب کہ کتاب وسنت میں عملِ صالح کی بار بار تاکید آئی ہے اور یہ بھی
سچ ہے کہ انسانی شرافت و بزرگی تقویٰ و پرہیزگاری سے مربوط ہے اور
خود کی بڑائی بھی آباء واجداد کے کارہائے نمایاں کے بدولت بیان نہیں کی
جاسکتی ایسا ہی پیغام حضرت جامی علیہ الرحمہ کے اس شعر سے عیاں ہے ؂

بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی !

کاندریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

لیکن وہ کرامت و بزرگی جو سادات کرام کو نسباً حاصل ہے، وہ ترکِ عمل
سے کسی طرح ساقط نہیں ہوسکتی اور اہلِ علم جانتے ہیں کہ عمل شریعت سے مستفاد
ہے عمل چھوٹا تو شرافت و بزرگی بھی ہاتھ سے چلی گئی لیکن نسب کا تعلق ذاتِ
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے جو حالتِ ایمان کے ساتھ دائمی طور پر
رہتا ہے اور میدانِ حشر میں بھی ٹوٹتا نہیں، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا ہے کُلُّ نَسَبٍ وَسَبَبٍ مُنْقَطِعٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِلَّا نَسَبِیْ وَسَبَبِیْ یعنی قیامت کے دن صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب و سسرالی رشتہ باقی رہے گا، اور ہر نسب و سبب ٹوٹ جائے گا، ایسی سعادت و فضیلت کسی غیر سید کو کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتی چاہیے وہ کتنا ہی متقی و پرہیزگار ہو اگر سید متقی و پرہیزگار ہے تو سونے پہ سہاگہ کی طرح ہے یہ ایسی دوہری فضیلت ہے جو غیر سید متقی کو کبھی حاصل نہیں ہو سکتی، کسی غیر سید کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اعمالِ صالحہ کے بل بوتے پر اپنے کو سید صاحب کے ہم مرتبہ سمجھے اور فضیلت نسبی میں اشتراکیت کا دعویٰ کر بیٹھے، اور سید صاحب کے لیے بھی کسی طرح درست نہیں ہے کہ بے عملی کے ذریعہ اپنی دستارِ فضیلت کو داغدار کرے اور حضرت فاطمہ بضعۃ الرسول کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اعملی اعملی کی تعلیم سے اپنے کو الگ تصور کرے ——— آخر میں اس کتاب سے اکتساب فیض کرنے والوں سے درخواست کرتا ہوں کہ ساداتِ کرام کے ساتھ ادب و احترام کے معاملے کو کمزور ہونے نہ دیں، اور یہ پیغام عام کریں کہ

خموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

خادم اہلِ سنت :

المرقوم :

۱۶/۴/۱۹۹۹ء

سید محمد عبدالقدیر حسینی نورانی پاشاہ

بانی و معتمد :— باب العلم انوار ایجوکیشنل سوسائٹی حیدرآباد

السؤال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ اسلام میں سارے نسب وخاندان برابر ہیں، کوئی کسی سے افضل نہیں، لہٰذا سید، پٹھان تیلی، نائی، دھوبی سب یکساں درجہ رکھتے ہیں، تقویٰ سے فضیلت ہے نسب سے نہیں، یہ بھی کہتا ہے کہ کسی کے پرہیزگار باپ، دادا کام نہ آئیں گے صرف اپنے اعمال کام آئیں گے، زید یہ آیت پیش کرتا ہے اِنَّا جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ میں تم سے عذابِ الٰہی دفع نہیں کرسکتا۔

عمر کہتا ہے کہ نہیں بلکہ سید تمام گھرانے سے افضل ہیں، اور بزرگوں کی اولاد کو ان کے باپ، دادا کی نیکی ضرور کام آئے گی، فرمایا جائے کہ کس کا قول درست ہے۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب: ان دونوں مسئلوں میں عمر کا قول صحیح ہے اور زید کا قول غلط وباطل ہے حضرات ساداتِ کرام کا نسب دوسرے نسبوں سے اعلیٰ وافضل ہے اور مومنوں کے صالح بزرگوں کے نیک اعمال انشاء اللہ تعالیٰ اولاد کے

ضرور کام آئیں گے۔

یہ دونوں مسئلے قرآن کریم کی آیات، احادیث صحیحہ اور عقلی دلائل وغیرہ سے ثابت ہیں، ملاحظہ ہوں:

دلیل نمبر ۱: رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ بِاِيْمَانٍ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ

ہم جنت میں مومنوں کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے اعمال سے کچھ کم نہ کریں گے۔

لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مومن اولاد ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت میں حضور کے ساتھ رہے گی، اس سے ساداتِ کرام کے نسب کی عظمت بھی ثابت ہوئی اور بزرگوں کے اعمال کا کام آنا بھی معلوم ہوا۔

آیت نمبر ۲:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔

فرما دو اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں تبلیغ نبوت پر کچھ معاوضہ طلب نہیں کرتا صرف قرابت کی محبت چاہتا ہوں۔

اس آیت کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ میرے حق کی وجہ سے میرے عزیزوں اہلِ قرابت سے محبت کرو، معلوم ہوا کہ ساداتِ کرام جو حضور کے اہلِ قرابت اور اولاد ہیں، ان سے حضور کی خاطر محبت کرنا لازم ہے، دیگر خاندانوں کا یہ حال نہیں۔

آیت نمبر ۳:

وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ۔

جان رکھو کہ جو کچھ مالِ غنیمت تم حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول اور رسول کے اہلِ قرابت اور یتیموں اور مسکینوں کے لئے ہے۔

معلوم ہوا کہ زمانہ شریف میں مالِ غنیمت کے خمس میں حضور کے اہلِ قرابت کا علاحدہ اور مستقل حصہ تھا بلکہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اب بھی سیدوں کو اس خمس سے حصہ ملے گا، دوسرے خاندانوں کو یہ عزت حاصل نہیں۔

آیت نمبر ۴:

وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّکَ اَنْ یَّبْلُغَا اَشُدَّھُمَا وَیَسْتَخْرِجَا کَنْزَھُمَا

حضرت خضر نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اس دیوار کے نیچے دو بچوں کا خزانہ ہے ان دونوں کا باپ نیک مرد تھا اس لئے رب نے چاہا کہ یہ بچے بالغ ہوں اور اپنا خزانہ نکال لیں۔

۞ ۞ ۞

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دو یتیموں پر رب نے اس لئے رحم فرمایا کہ ان کا باپ متقی مرد تھا، پتہ لگا کہ نیکوں کی نیکیاں اولاد کے کام آتی ہیں، لہٰذا حضور کی نیکیاں ساداتِ کرام کو ضرور کام آئیں گی۔

آیت نمبر ۶:

وَجَعَلْنَا فِی ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْکِتٰبَ۔ ہم نے حضرت ابراہیم کی اولاد میں نبوت اور کتاب بھیجی۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام کے بعد سارے نبی آپ ہی کی اولاد میں ہوئے اور ساری کتابیں اور یہ صحیفے آپ کی اولاد پر آئے، اولادِ ابراہیم کو یہ عظمت اسی وجہ سے حاصل ہوئی کہ وہ ابراہیمی ہیں، لہٰذا آپ کا نسب اشرف ہے۔

آیت نمبر: ۶

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ اے یعقوب علیہ السلام کی اولاد میری وہ نعمت یاد کرو جو میں نے تم پر کی اور میں نے تم کو اس زمانے میں تمام جہانوں پر بزرگی دی۔

معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام کا نسب ایسا اعلیٰ ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کی اولاد کو تمام خاندانوں سے اونچا کیا تھا، لہٰذا یقیناً حضور علیہ السلام کے خاندان والے ساداتِ کرام آج تمام جہانوں سے اعلیٰ خاندانی ہیں۔

آیت ۷

وَاذْکُرُوْا اٰلَآءَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا۔ اے یعقوب علیہ السلام کی اولاد میری نعمتوں کو یاد کرو جو تم پر ہیں کیونکہ تم میں نبی بنائے اور تم کو بادشاہ بنایا۔

معلوم ہوا کہ کسی قوم میں انبیاء کا آنا خدا کی خاص نعمت ہے جس سے دوسری قومیں محروم ہیں، لہٰذا ساداتِ کرام میں حضور کا تشریف لانا رب تعالیٰ

کی خاص نعمت ہے جو اوروں کو حاصل نہیں۔

آیت ۸

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ	اے نبی کی بیویو! اگر تم پرہیزگاری
کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ	اختیار کرو تو تم دوسری کسی عورت
اتَّقَیْتُنَّ۔	کی طرح نہیں ہو۔

پتہ لگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متقی پرہیزگار بیویاں تمام جہان کی پرہیزگار بیویوں سے افضل ہیں، کیونکہ وہ حضور کی بیویاں ہیں، لہٰذا سادات کرام جو متقی پرہیزگار ہیں، وہ دیگر پرہیزگاروں سے اعلیٰ ہیں، کیونکہ وہ حضور کے نسب والے ہیں۔

آیت ۹

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ	اے نبی کے گھر والو اللہ چاہتا ہے
عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ	کہ تم سے پلیدی دور کر رکھے اور تم
الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔	کو خوب پاک صاف رکھے۔

معلوم ہوا کہ اہل بیت خواہ ازواج مطہرات ہوں یا اولاد اطہار ہوں، سب کو رب نے پاک فرما دیا، کیوں اس لئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلے والے ہیں، یہ خصوصی طہارت دوسروں کو میسر نہیں، ورنہ پھر سادات کی خصوصیت کیا ہوگی۔

آیت ۱۰

وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّةً	حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا

مُسْلِمَةً لَّكَ۔ کی کرمولیٰ ہماری اولاد میں ایک جماعت اپنی مطیع و فرمانبردار رکھ۔

اس دعا سے معلوم ہوا کہ سارے سید کبھی گمراہ نہیں ہوسکتے دوسری اسلامی قومیں تو ساری گمراہ ہو سکتی ہیں، پتہ لگا کہ حضرتِ ابراہیم کا نسب و خاندان اعلیٰ و افضل ہے کہ انہیں یہ دعائے ابراہیمی حاصل ہے۔

آیت نمبر ۱۱:

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۔ مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب اس شہر میں تم ہو اور تمہارا باپ کی قسم اور اس کی اولاد کی قسم۔

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر یہ بھی ہے کہ والد سے مراد حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور اولاد سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ پاک ہے، معلوم ہوا کہ حضور کا شہر تمام شہروں سے افضل اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولادِ پاک تمام خاندانوں سے اعلیٰ ہے کہ رب تعالیٰ نے ان کی قسم ارشاد فرمائی اور ہو سکتا ہے کہ والد سے مراد حضرت عبداللہ و آمنہ خاتون ہوں رضی اللہ عنہما اور ولد سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔

احادیثِ شریفہ

اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بے شمار ہیں کہیں فرمایا کہ حسن و حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں، کہیں فرمایا کہ فاطمہ جنتی بیبیوں

کی سرداریں وغیرہ چند احادیث برکت کے لیے پیش کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱ مسلم شریف ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی کِنَانَۃَ	یعنی اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام
مِنْ وُّلْدِ اِسْمَاعِیْلَ وَ	کی اولاد میں سے کنانہ کو چنا اور بنی
اصْطَفٰی قُرَیْشًا مِنْ کِنَانَۃَ	کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں
وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ	سے بنی ہاشم کو چن لیا اور بنی ہاشم میں
ھَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ	سے مجھے برگزیدہ فرمایا۔

معلوم ہوا کہ یہ مذکورہ بالا قبیلے تمام دوسرے خاندانوں سے افضل و برگزیدہ ہیں۔

حدیث نمبر ۲، فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے:

اَنَا تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ	میں تم میں دو نفیس و اعلیٰ چیزیں
اَوَّلُھُمَا کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ	چھوڑتا ہوں، ایک تو اللہ کی کتاب
الْھُدٰی وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا	جس میں ھدایت اور نور ہے
بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاسْتَمْسِکُوْا	لہٰذا اللہ کی کتاب کو لو اور اسے
بِہٖ وَحَثَّ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ	مضبوطی سے پکڑو، کتاب اللہ
وَرَغَّبَ فِیْہِ وَاَھْلُ بَیْتِیْ	پر لوگوں کو رغبت دی، دوسرے
اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَھْلِ	میرے اہل بیت، میں تمہیں اہل
بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ	بیت کے بارے میں اللہ

فِی اَھْلِ بَیْتِیْ۔ (مسلم) سے ڈراتا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان شریف اور آلِ اطہار کی عظمت قرآنِ کریم کی طرح ہے جیسا کہ ایمان کے لئے قرآن کا ماننا ضروری ہے ایسے ہی حضور کے اہلِ بیت کا ماننا لازم ہے، دوسرے خاندانوں کو یہ شرف کہاں نصیب۔

حدیث نمبر ۳۔ ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

اَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ وَ	اللہ کے لئے مجھ سے محبت کرو
اَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ۔	اور میری محبت کی خاطر میرے
✧ ✧ ✧	اہلِ بیت سے محبت کرو۔

حدیث نمبر ۴۔ احمد نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَھْلِ بَیْتِیْ	میرے اہلِ بیت کی مثال تم میں
فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ	کشتی نوح کی طرح ہے جو اس میں
مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ	سوار ہو نجات پا گیا اور جو اس
عَنْھَا ھَلَکَ۔	سے علاحدہ رہا ہلاک ہو گیا۔

حدیث نمبر ۵۔ ترمذی نے زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمْ مَا اِنْ	میں تم میں وہ چیزیں چھوڑتا ہوں
تَمَسَّکْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا	کہ جب تک ان سے پکڑے رہو گے
بَعْدِیْ اَحَدُھُمَا اَعْظَمُ	تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے ان

مِنَ الْاٰخَرِ كِتٰبُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ وَلَمْ یَفْتَرِقَا حَتّٰی تَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَیْفَ تَخْلُفُوْنِیْ فِیْهِمَا۔

ہیں سے ایک دوسری سے بڑی ہے اللہ کی کتاب ہے جو اللہ کی دراز رسی ہے دوسرے میری اولاد گھر والے یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس آئیں گے لہذا تم دیکھو کہ ان دونوں میں میری کیسی نیابت کرتے ہو۔

⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘ ⁘

حدیث نمبر ۶، مسلم شریف نے عبدالمطلب ابن ربیعہ سے روایت کی۔

اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَاتِ اِنَّمَا هِیَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَّلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ

یہ صدقے لوگوں کے میل ہیں یہ صدقے نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حلال ہیں نہ حضور کی اولاد کے لئے۔

یہ تمام برکتیں سید حضرات کو صرف اس لئے حاصل ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل شریف سے ہیں غیر سید خواہ کتنا ہی پرہیزگار ہو اسے یہ خوبیاں حاصل نہیں ہو سکتیں معلوم ہوا کہ خاندان مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اشرف ہے۔

حدیث نمبر ۷، ردالمحتار جلد اول باب غسل میت میں بحوالہ حدیث فرمایا

كُلُّ نَسَبٍ وَّسَبَبٍ مُّنْقَطِعٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

یعنی قیامت کے دن ہر نسبی اور سسرالی رشتے کٹ جائیں گے اور

اِلَّا نَسَبِیْ وَسَبَبِیْ۔ اور کام نہ آئیں گے مگر میرا نسب اور سسرالی رشتہ کام آئے گا۔

پھر فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت کلثوم بنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے اِس حدیث کی بنا پر نکاح کیا تاکہ حضرت علی شیرِ خدا سے آپ کا سسرالی رشتہ قائم ہو جائے پھر فرمایا قرآن شریف میں جو ہے فَلَا اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ قیامت میں نسب کام نہ آئیں گے۔

اِس آیت کے حکم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف علیحدہ ہے وہ ضرور کام آئے گا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری امت کو بخشوائیں گے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ اپنی اولاد کو نہ بخشوائیں، ساداتِ کرام کے نسبِ پاک کو یہ افضلیت اِس لئے ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان ہے۔

حدیث نمبر ۸:

اَلنَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ مُسْلِمُھُمْ وَکَافِرُھُمْ تَبَعٌ لِکَافِرِھِمْ۔ تمام لوگ قریش کے تابع ہیں، عام مسلمین مسلمان قریشی کے تابع ہیں اور کافر لوگ کفارِ قریش کے فرمانبردار۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ تمام مسلمان قریش کے تابع ہیں، اور خلافتِ اسلامیہ قریش ہی کے لئے ہے۔

عقلی دلائل

عقل کا بھی تقاضا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان تمام خاندانوں

سے اعلیٰ اور اشرف ہو چند وجوہ سے۔

دلیل نمبر ۱، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے کنکروں، پتھروں جانوروں کو عزت حاصل ہے کہ حضور کی ناقہ شریف تمام اونٹوں سے افضل حضور کے شہر کے کنکر پتھر بادشاہوں اور تاجوں سے افضل کہ رب تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی قسم کھائی لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ تو جو حضرات حضور کے لخت جگر نور نظر ہوں وہ دوسرے قبیلوں سے ضرور افضل ہیں۔

دلیل نمبر ۲، تمام لوگ زکوٰۃ صدقات کھا سکتے ہیں، مگر سید صاحبان نہ زکوٰۃ لے سکیں نہ کوئی اور واجب صدقہ، کیونکہ یہ مال کا میل ہے اگر یہ نسب شریف بھی اور نسبوں کی طرح ہوتا تو دوسروں کی طرح انہیں بھی زکوٰۃ کھانا جائز ہوتی، معلوم ہوا کہ یہ نسب شریف نہایت ہی پاک صاف ستھرا اور دیگر نسبوں سے اعلیٰ ہے۔

دلیل نمبر ۳، ساداتِ کرام کو یہ شرف حاصل ہے کہ نماز میں درود ابراہیمی میں حضور کے ساتھ ان پر بھی درود پڑھا جاتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ پٹھان، شیخ وغیرہ کسی قوم کو درود میں داخل نہ فرمایا گیا سوائے اس خاندان شریف کے، یوں سمجھو کہ اس خاندان کی تعظیم نماز میں داخل ہے معلوم ہوا کہ تمام خاندانوں سے افضل یہ خاندان ہے۔

دلیل نمبر ۴، حضرت طلحہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فصد کا خون بے ادبی کے خوف سے پی لیا تو سرکار نے فرمایا اب تمہارے پیٹ میں درد نہ ہوگا اور تمہیں اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ سے بچائے گا جب حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کا خون شریف پیٹ میں پہونچنے کا یہ اثر ہو تو جس کا خمیر حضور کے خون شریف سے ہو ان کی عظمت کا کیا پوچھنا؟

دلیل نمبر ۵۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار ہیں اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چیز تمام پیغمبروں کی چیزوں سے اعلیٰ ہے دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ساری امتوں سے افضل کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ تم ساری امتوں سے افضل ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں تمام جہانوں کی بیویوں سے افضل یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ حضور کا شہر تمام نبیوں کے شہروں سے افضل، حضور کے صحابہ کرام تمام نبیوں کے صحابیوں سے افضل اسی قاعدے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد تمام پیغمبروں کی اولاد سے اعلیٰ و افضل ہونی چاہیئے ورنہ کیا وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور تمام چیزوں کو اعلیٰ و افضل کر دے اور اولاد شریف میں کوئی عظمت پیدا نہ کرے۔

جوابات

اب تک سائل کے سوال کا جواب دیا گیا، اب زید کے اعتراض کا جواب بھی سنتے چلو۔

اعتراض نمبر ۱۔ زید کی پیش کردہ آیت یعنی اِنَّا جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اس کا مطلب ہ

نہیں جو یزید نے سمجھا کہ اسلام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کو دوسرے خاندانوں پر کوئی بزرگی نہیں، اگر اس آیت کا یہ منشا ہو تو ان آیات سے تعارض اور مقابلہ ہو جائے گا جو ہم نے پیش کیں، اس آیت کا منشا یہ ہے کہ مسلمان سارے ہی عزت والے ہیں، خواہ کسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں کسی اسلامی قوم کو ذلیل نہ جانو جیسا کہ عرب میں رواج تھا کہ بعض قوموں کو حقیر و ذلیل سمجھتے تھے یعنی مسلمانوں میں کوئی قوم ذلیل نہیں، ہاں بعض بعض سے افضل ہیں، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ۔	عزت اللہ و رسول اور سارے مومنوں کے لئے ہے۔

اس میں سارے مسلمان شامل ہیں، بلا تشبیہ یوں سمجھا جائے کہ سارے ہی نبی عزت والے اللہ کے پیارے ہیں کسی پیغمبر کی ادنیٰ بے ادبی بھی کفر ہے۔ مگر بعض نبی بعض سے افضل ہیں، یا اس آیت کا منشا یہ ہے کہ کوئی نسبی فضیلت کے گھمنڈ میں تقویٰ و پرہیزگاری نہ چھوڑے یہ دھیان رکھے کہ اللہ کے نزدیک جتنا تقویٰ زیادہ اتنا ہی درجہ زیادہ بلکہ بہت بڑی قومیت والوں کیلئے بھی تقویٰ چاہیے یا اس آیت کا منشا یہ ہے کہ مسلمان کسی مسلمان کو قومی درجہ نہ دیں، اور نہ کسی مسلمان کو کمین سمجھے نہ کسی مسلمان کا قومی تمسخر اڑائے بہر حال مسلمان واجب تعظیم و احترام ہے، اس آیت کی تفسیر وہ آیت ہے:

لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا۔	کوئی قوم کسی کا مذاق نہ اڑائے ممکن ہے کہ جس کا مذاق اڑا رہا ہے، وہ

خَیْرًا مِّنْہُمْ ۚ   اس سے بہتر ہو۔

کسی خاندان کے افضل ہونے سے یہ لازم نہیں کہ دوسرے کو ذلیل جانو، لہٰذا ساداتِ کرام کو یہ حق حاصل نہیں کہ دوسرے مسلمانوں کو حقیر و ذلیل جانیں، ہر مسلمان کا احترام لازم ہے مگر دوسرے مسلمانوں کو چاہیے کہ ساداتِ کرام کا اس لئے اعزاز و اکرام کریں کہ یہ لوگ اس رسول کی اولاد ہیں جنہوں نے ہمیں کلمہ پڑھایا جنہوں نے ہمیں قرآن و ایمان دیا صلی اللہ علیہ وسلم۔

اعتراض نمبر ۲: بعض لوگ اس آیت سے دھوکا کھاتے ہیں:

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَا   ہرگز کام نہ آئیں گے تمہارے رشتہ دار

اَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔   اور نہ تمہاری اولاد قیامت کے دن

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت میں نہ کوئی نسب کام آئے گا نہ اولاد، اس ارحام اور اولاد میں سارے رشتے اور ساری اولادیں داخل ہیں خواہ نبیوں کی اولاد ہو یا ولیوں کی۔

جواب: اس آیتِ کریمہ میں ان مسلمانوں سے خطاب ہے جن کی اولاد اور قرابت دار کافر تھے اور وہ مسلمان رشتے کی بنا پر ان کی طرفداری کرتے تھے، انہیں فرمایا جا رہا ہے کہ تم اسلام کے مقابلے میں ان کافروں اور قرابت داروں کی حمایت نہ کرو۔

اس آیت کو انبیاءِ کرام کے رشتوں اور صالح اولاد سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ اس رکوع کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے شروع فرمایا:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا   اے مسلمانو! تم میرے اور اپنے

لَاتَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّکُمْ اَوْلِیَاءَ (الآیہ) — دشمنوں یعنی کافروں کو دوست نہ بناؤ۔

اور یہ رکوع حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوا جنہوں نے اپنے بال بچوں کی حفاظت کی خاطر کفارِ مکہ کی جاسوسی کی کہ مسلمانوں کے خفیہ راز انہیں لکھ کر بھیجے کیونکہ ان کے بچے مکہ معظمہ میں کفار کے پاس تھے، اس تمہاری پیش کردہ آیت کے آخر میں ہے یَفْصِلُ بَیْنَکُمْ اللہُ قیامت میں تم میں اور تمہارے ان رشتہ داروں میں فاصلہ کردے گا کہ تمہیں جنت میں اور انہیں دوزخ میں داخل فرمادے گا، اس آیت کے فوراً بعد اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ مسلمانوں کو بتا رہا ہے کہ انہوں نے اسلام کے مقابلے میں اپنی کافر قوم سے پوری طرح علاحدگی اختیار کی ان تمام علامتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کافر رشتہ دار مراد ہیں، اس آیت کی تفسیر یہ آیت شریفہ ہے:

لَاتَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَوْ کَانُوْا اٰبَاءَھُمْ اَوْ اَبْنَاءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ

آپ مسلمانوں کو ایسا نہ پائیں گے کہ وہ اللہ کے رسول کے دشمنوں سے محبت رکھیں، اگرچہ وہ ان کے باپ دادے ہوں یا بیٹے پوتے ہوں یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے والے۔

نیز فرمایا:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ — اے ایمان والو! تمہاری بعض

مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ — بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن
عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ — ہیں ان سے پرہیز کرو۔

ان آیات نے بتایا کہ اس آیت کریمہ میں کافروں کے رشتہ دار اور کافر اولاد مراد ہیں، اعتراض نمبر ۳

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَلَا — جس دن صور پھونکا جائیگا تو نہ ان
اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ — بندوں کے آپس کے رشتے رہینگے اور نہ
وَّلَا يَتَسَاءَلُوْنَ۔ — ایک دوسرے کا حال پوچھیں گے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن سارے نسب بیکار ہیں خواہ نبی کا نسب ہو یا ولی کا، کوئی قیامت میں کام نہ آئے، لہٰذا سید اور غیر سید میں کوئی فرق نہیں۔

جواب: اس آیت کریمہ میں قیامت کی دہشت اور اس کے اول وقت کی افراتفری کا ذکر ہے کہ جب عدل الٰہی کا ظہور ہوگا تو نسبی محبتیں اور قرابت کی مدد وغیرہ سب ختم ہو جائیں گی اور ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی، کسی کو دوسرے کی فکر نہ ہوگی جس کی تفصیل دوسری جگہ رب تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمائی

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ — اس دن اپنے اپنے بھائی ماں
وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ — باپ بیوی واولاد سے بھاگے گا
وَبَنِيْهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ — ہر شخص کا یہ حال ہوگا کہ دوسرے
يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ۔ — سے بے خبر کر دے گا۔

اس آیت میں بعض نسبوں کی عظمت کا انکار نہیں ہے نسب کی

کی عظمت اور چیز ہے اور قیامت کی وحشت دوسری چیز قیامت کے اول وقت تو دیگر انبیاء کرام بھی شفاعت سے انکار فرمائیں گے اور سوائے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی بھی بارگاہِ الٰہی میں لب کشائی کی جرأت نہ کریگا تو کیا ہیبتِ ذوالجلال سے یہ لازم ہے کہ وہ حضرات عزت والے نہیں ہیں ہرگز نہیں اور یہ بھی خیال رہے کہ قیامت کی وحشت بھی عام انسانوں کو ہوگی اللہ کے بعض خاص بندے اس وحشت سے محفوظ رہینگے، قرآن کریم فرماتا ہے:

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ	انہیں قیامت کی بڑی گھبراہٹ
وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ	غم نہ کرے گی اور ان کا فرشتے
	استقبال کریں گے۔

نیز فرماتا ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ	اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو اس دن
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔	خوف نہ ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔

بلکہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ اللہ کے پیارے بندوں کی دوستی وہاں بھی قائم رہے گی اور دوسری دوستیاں دشمنی سے بدل جائیں گی، فرماتا ہے۔

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ	اس دن دوست بعض بعض کے
لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ۔	دشمن بن جائیں گے، سوائے
	پرہیزگاروں کے۔

غرضیکہ اس آیت سے نہ تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا میں انبیائے کرام کے نسب کو بزرگی نہیں اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ قیامت میں نسب کام نہ آئیگے۔

اعتراض نمبر ۴۔ حدیث شریف میں ہے کہ سب کی پیدائش آدم علیہ السلام سے ہے اور آدم علیہ السلام خاک سے، پتہ لگا کہ سب انسان نسب میں برابر ہیں، اور کسی کو کسی پر کوئی عظمت نہیں۔

جواب: اس حدیث کا مقصد وہی ہے کہ کوئی قبیلہ کسی خاندان کو برا نہ سمجھے، ذلیل نہ جانے کیونکہ سب کی اصل خاک ہے اور خاک میں عجز و انکسار ہے ایسی عجز و انکسار کی وجہ سے خاک میں پھل پھول باغ کھیت ہوتے ہیں، آگ میں تکبر و غرور ہے اس لئے وہاں یہ کچھ نہیں ہوتا، یہ مقصد نہیں کہ کسی نسب کو کسی دوسرے پر فضیلت نہیں بلکہ حدیث سے اشارۃً ثابت ہوتا ہے کہ بعض نسب بعض سے افضل ہیں، کیونکہ سب انسانوں کی اصل خاک ہے اور بعض خاک دوسری خاک سے افضل ہے، مدینہ پاک کی خاک دوسری خاک سے بڑھ کر، مسجد کی خاک بازار کی خاک سے بہتر، جبریل امین کی گھوڑی کی ٹاپ کی خاک فرعونی گھوڑے کی خاک سے بہتر (از قرآن) عمدہ زمین کی خاک شورہ زمین کی خاک سے بہتر کہ شورہ زمین میں کچھ نہیں پیدا ہوتا، اسی طرح جن نسبوں کو انبیاء کرام سے تعلق ہو گیا ان کی خاک دوسرے نسبوں کی خاک سے افضل ہے نیز خاک میں دو خصوصی صفتیں ہیں، ایک یہ کہ ہمیشہ نیچے کو گرتی ہے اگر وہ اوپر کو آجائے گی تو دوسرے کے پھینکنے سے اور خارجی طاقت سے، دوسرے یہ کہ خاک ہمیشہ پھل پھول اگانے میں پانی کی محتاج ہے، اسی طرح ہر انسان طبعی طور پر پستی کی طرف گرتا ہے، ہاں اللہ والوں کی نظر کی برکت سے اسے بلندی بھی ملتی ہے اور فیض بھی حاصل ہوتا ہے، سادات کرام کو یہ عظمت اپنی ذاتی طور پر نہیں ملی، بلکہ اس لئے کہ انہیں نبوت

کی نسبت نے بلند کر دیا۔

اعتراض نمبر ۵۔ حدیث پاک میں ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے:

یَا فَاطِمَةُ سَلِیْنِیْ مِنْ مَالِیْ	اے فاطمہ! تم جو چاہو میرا مال
مَا شِئْتِ لَا اُغْنِیْ عَنْكِ	مانگ لو میں تم سے خدا کا عذاب
مِنَ اللّٰهِ۔	دور نہیں کر سکتا۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور کا نسب ان کی خاص صاحبزادی کے لئے بھی فائدہ مند نہ ہوا تو دوسرے سیدوں کو کیا کام آئے گا جو اور نسبوں کا حال ہے وہی حضور کے نسب کا حال ہے۔

جواب: یہ حدیث اول تبلیغ کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایمان کا حکم دے رہے ہیں مقصد یہ ہے کہ اے فاطمہ ایمان لاؤ، اگر یہ ایمان قبول نہیں کیا تو یہ سب نسب کام نہ آئے گا، اور جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں تو ہو مگر مومن نہ ہو تو وہ سید نہیں، کیونکہ وہ مسلمان ہی نہیں، رب تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے فرماتا ہے۔

اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ	اے نوح! یہ کنعان تمہارا گھر
عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ	والا نہیں کیونکہ وہ بدکار ہے۔

کوئی مرزائی، رافضی، چکڑالوی، وہابی سید نہیں ہو سکتا، کیونکہ سید ہونے کے لئے ایمان ضروری ہے اور وہ ایمان سے بے بہرہ ہے کفر کی وجہ سے سارے نسبی رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اس لئے کافر نہ مومنہ سے نکاح کر سکے اور نہ مومن کی میراث پائے اور نہ مومنوں کے قبرستان میں دفن ہو جب کافر اولاد کو

مومن باپ کی میراث نہیں مل سکتی تو کافر کو نسبی شرافت و عزت کیسے مل سکتی ہے ابولہب بنی ہاشم سے ہے مگر اس کی کوئی شرافت نہیں، لہٰذا صرف مومن سادات کرام انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف سے ضرور فائدہ پہونچے گا حضور کی نسبت سے سارے مسلمان فائدہ اٹھائیں گے، کہ جہنمی جنتی ہو جائیں گے اور گنہگار معافی پائیں گے، جب نسبت کام آرہی ہے تو نسب کیوں نہ کام آئے گا، رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوْا	اگر یہ لوگ جب بھی اپنی جانوں پر
أَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا	ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس
اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ	آجائیں اور اپنے رب سے بخشش مانگیں
الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ	اور تم بھی شفاعت کرو اللہ کو توبہ
تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔	قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ	اللہ انہیں عذاب نہیں دے گا،
وَأَنْتَ فِيْهِمْ۔	حالانکہ اے محبوب ان میں تم ہو۔

خود آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

شَفَاعَتِيْ لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ	میری شفاعت میری امت کے گناہ
مِنْ أُمَّتِيْ۔	کبیرہ والوں کے لئے ہے۔

نیز فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم:

يَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ	حضور کی شفاعت سے ایک

بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ يُسَمُّوْنَ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ (بخاری) بہت بڑی جماعت دوزخ سے نکلے گی جنہیں دوزخی کہا جائے گا۔

شفاعت کی آیات اور احادیث ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی شفاعت ہر اس شخص کو نصیب ہوگی جس کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ لہٰذا یقیناً حضور کی اولاد خصوصی شفاعت سے فائدہ اٹھائے گی۔

خاتمہ اور ضروری ہدایات

ساداتِ کرام کے متعلق چند ضروری باتیں اور خاص ہدایتیں یاد رکھنی چاہئیے

پہلی ہدایت: حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کی وہ اولاد جو حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے ہے اسے سید کہتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ اولاد جو دوسری بیویوں کے بطن سے ہے اسے علوی کہتے ہیں سید نہیں کہتے جیسے محمد ابن حنفیہ وغیرہم یہ تمام فضائل اس اولادِ شریف کے ہیں جو حضرتِ فاطمہ زہرا خاتونِ جنت کے بطن سے ہوں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب شریف میں یہی حضرات داخل ہیں۔

دوسری ہدایت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو سید دو وجہ سے کہتے ہیں، ایک یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں شہزادوں حضراتِ حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق ارشاد فرمایا:

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ میرے حسن و حسین جوانانِ جنت کے سردار ہیں

یعنی جوانی میں جو فوت ہوئے ان کے سردار ہیں، نیز امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اِبْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ لَعَلَّ اللّٰہَ یُصْلِحُ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

میرا یہ فرزند سید یعنی سردار ہے، امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے۔

چونکہ ان شہزادوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سید فرمایا اس کی اولاد کی اولاد کو بھی سید کہا گیا ہے، دوسرا اس لئے کہ سید کے معنیٰ ہیں سردار اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ہے سید المرسلین، یہ حضرات ان کی اولاد میں ہیں تو رسولوں کے سردار کی اولاد بھی مسلمانوں کی سردار کہلاتی ہے۔ سبحان اللہ حضور نبیوں کے سردار، حضرت علی شیرِ خدا ولیوں کے سردار، حضرت فاطمہ زہرا مسلمان بیبیوں کی سردار، حضرات حسنین شہیدوں کے سردار، سرداری ان پر عاشق ہے، اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے سَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ غرضیکہ اللہ کے پیاروں کو خود رب تعالیٰ نے سید فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سید فرمایا۔

تیسری ہدایت: سید وہ ہوگا جس کا باپ سید ہوگا، اگر ماں سیدانی ہے اور باپ غیر سید تو وہ سید نہیں، نہ اس پر سید کے احکام جاری ہوں، اسے زکوٰۃ کھانا جائز ہے، کیونکہ نسب باپ سے ہے نہ کہ ماں سے اور اگر باپ سید ہے اور ماں غیر سید ہے تو وہ سید ہی ہے، اور اگر دونوں ماں باپ سید ہیں تو وہ نجیب الطرفین ہے جیسے حضور غوث ثقلین رضی اللہ عنہ کہ والد

حسنی سیّد اور والدہ حسینی سیّدہ، حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ بھی حسنی سیّد ہوں گے، فی زمانہ حسنی سیّد کم ہیں اور حسینی سیّد زیادہ مگر دونوں واجب التعظیم ہیں۔

چوتھی ہدایت: سیّد حضرات کے جو فضائل بیان ہوئے ان کا مطلب یہ نہیں کہ وہ حضرات نیک کام نہ کریں، نماز نہ پڑھیں، صرف خاندانی شرافت کی وجہ سے وہ اعمال سے علاحدہ ہو گئے، یہ خیال محض غلط اور باطل ہے سادات کرام کو دوسروں سے زیادہ نیکیاں کرنی چاہئیں تاکہ وہ حضرات اوروں کے لئے مثال بنیں، فرسٹ کلاس والے مسافر کو تھرڈ کلاس والے مسافر سے زیادہ روپیہ خرچ کرنا پڑتا ہے، انہیں لازم ہے کہ وہ اپنے اسلاف کا نمونہ بنیں، امام حسین خنجر کے نیچے نماز پڑھی، اگر ان کی اولاد بلا وجہ نماز چھوڑے تو بڑے افسوس کی بات ہے۔

پانچویں ہدایت: سادات کرام کے جتنے فضائل بیان ہوئے وہ ان کے لئے ہے جو صحیح النسب خاندانی سیّد ہوں حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے لے کر ان تک ان کی نسل میں غیر سیّد نہ آیا ہو، فی زمانہ نقلی سیّد بہت بن گئے کہ سیّد نہیں مگر سیّد کہلاتے ہیں، یہ سخت حرام اور شدید ترین جرم ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام پر لعنت فرمائی جو اپنے کو غیر مولیٰ کی طرف نسبت کرے اور اس شخص پر لعنت فرمائی جو اپنے کو غیر خاندان سے منسوب کرے، جو سیّد نہ ہو اور سیّد بنے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعنت کا بھی مستحق ہے نیز وہ درپردہ اپنی ماں کو گالی دیتا ہے اس کا نکاح غیر سیّد سے ہوا اور وہ سیّد

کو اپنی ماں کا خاوند بتاتا ہے، دیکھو حضرت زید ابن حارث رضی اللہ عنہ حارثہ کے بیٹے تھے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ بولا بیٹا بنایا تھا، لوگ بھی انہیں اسی وجہ سے زید ابن محمد کہتے تھے، قرآن کریم نے اس سے سخت منع فرمایا، ارشاد فرمایا:

وَمَا جَعَلَ اللّٰہُ اَدْعِیَآءَکُمْ	اللہ نے تمہارے پالکوں کو تمہارا
اَبْنَآءَکُمْ ذٰلِکُمْ قَوْلُکُمْ	بیٹا نہ بنایا یہ تمہارے اپنے منہ
بِاَفْوَاهِکُمْ.	کا کہنا ہے۔

پھر اسی سے بھی منع فرمایا کہ ارشاد فرمایا:

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ	انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر
اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ	پکارا کرو یہ اللہ کے نزدیک ٹھیک
تَعْلَمُوْا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُکُمْ	ہے پھر اگر تمہیں ان کے باپ معلوم
فِی الدِّیْنِ.	ہوں تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔

جب حضرت زید کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا حرام ہوا حالانکہ وہ حضور کے پروردہ اور پالک بھی تھے تو جو کوئی اپنے کو سید کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کہے، حالانکہ وہ سید نہ ہو وہ اس آیت کی رو سے کتنا بڑا مجرم ہے، نیز جو لوگ غصے میں اپنی بیوی کو ماں کہہ دیں، ان کے بارے میں قرآن پاک یوں فرماتا ہے:

وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَکُمُ	اور تمہاری ان بیویوں کو جنہیں
الّٰٓئِیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ	تم اپنی ماں کے برابر کہہ دو، تمہاری

اُمَّهَاتِكُمْ ۔ — تمہاری ماں نہ بنایا۔

دوسری جگہ انہیں ظہار کرنے والوں کے متعلق قرآن کریم یوں ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یُظٰہِرُوْنَ مِنْكُمْ	وہ جو تم میں سے اپنی بیویوں کو اپنی
مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ	ماں کی جگہ کہہ دیں وہ ان کی مائیں
اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ	نہیں، ان کی مائیں تو وہ ہیں جن
وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ	سے وہ پیدا ہوئے اور بیشک لوگ
مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۔	بری اور نری جھوٹ بات کہتے ہیں

جب اپنی بیوی کو ماں سے تشبیہ دینے کو قرآن کریم نے بری بات اور جھوٹ قرار دیا اور ان کی سخت سزا مقرر فرمائی تو اپنے غیر باپ کو باپ کہنے والا بھی قرآن کے اس فتوے کی رو سے بڑا جھوٹا اور عذاب نار کا مستحق ہے غرضیکہ جو سید نہ ہو اور اپنے کو سید کہے وہ اپنی ماں کو گالی دیتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک لعنتی ہے رب کے نزدیک جھوٹے فریبی، مکار مستحق عذاب نار ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان میں ہے:

مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَیْرِ اَبِیْهِ وَهُوَ	جو اپنے کو اپنے غیر باپ کی طرف
یَعْلَمُ اَنَّهٗ غَیْرُ اَبِیْهِ فَالْجَنَّةُ	نسبت کرے اور جانتا ہو کہ یہ اسکا
عَلَیْهِ حَرَامٌ ۔	باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے

دوسری روایت یہ ہے: مَنْ رَّغِبَ عَنْ اَبِیْهِ فَهُوَ كُفْرٌ تیسری روایت میں ہے: مَنِ ادَّعٰى اَبًا فِی الْاِسْلَامِ غَیْرَ اَبِیْهِ یَعْلَمُ اَنَّهٗ

غَیْرِ اَبِیْہِ فَالْجَنَّۃُ عَلَیْہِ حَرَامٌ۔

یعنی جو دیدہ و دانستہ اپنے کو اپنے غیر باپ کی طرف نسبت کرے، اس پر جنت حرام ہے اور وہ کافر ناشکرا ہے۔

چھٹی ہدایت: سید قوم کا آدمی اگر اسلام سے خارج ہو جائے، ہندو سکھ یا مرزائی رافضی وغیرہ بن جائے تو نہ وہ سید ہے نہ اس کے یہ فضائل ہیں، جو اوپر بیان ہوئے کیونکہ کفر کی وجہ سے اس کا نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹوٹ گیا، وہ شریعت میں اپنے باپ کے خاندان سے ہی نہ رہا قرآن کریم نوح علیہ السلام کے بیٹے کنعان کے بارے میں فرماتا ہے:

اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ۔ اے نوح! یہ کنعان تمہارا گھر والا نہیں اس کے عمل خراب ہیں۔

جب نوح علیہ السلام کا سگا بیٹا کنعان کفر کی وجہ سے ان کا بیٹا نہ ہوا، تو اب اس قسم کے بے دین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کیسے ہو سکتے ہیں نیز قرآن کریم عاص بن وائل کے بارے میں فرماتا ہے:

اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ۔ اے محبوب تمہارا بدگو ابتر ہے۔

دیکھو عاص ابن وائل صاحب اولاد تھا، مگر رب تعالیٰ نے اسے کافر یعنی بے اولاد فرمایا کیونکہ اس کی ساری اولاد مسلمان ہو گئی، اور وہ کافر رہا، لہٰذا نہ وہ اس اولاد کا باپ مانا گیا، اور نہ وہ لوگ اس کی اولاد پتہ لگا کہ دین کے اختلاف سے نسب ختم ہو جاتا ہے نسب کے لئے دین میں اتحاد شرط ہے۔

بلکہ اس پر شریعت کے احکام بھی جاری نہیں ہوتے، چنانچہ مسلمان باپ کا کافر بیٹا میراث نہیں پاتا، بلکہ کافر بیٹا دوسرے وارثوں کے لئے حاجب نہیں بنتا، نہ حجب حرمان نہ حجب نقصان، باپ کے ساتھ قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتا، باپ اس کافر بیٹے کی شرعی تجہیز و تکفین نہیں کر سکتا، بلکہ بعض مؤمن مائیں اپنے کافر بیٹے سے پردہ کرتی ہیں، کافر مرد کا مومنہ عورت سے نکاح نہیں ہوتا، غرضیکہ جنازہ، میراث، نکاح، کفن دفن وغیرہ احکام میں نہ وہ کافر کا باپ نہ مومن کی اولاد۔

اسی طرح جو اپنے کو سید کہے گا مگر ہو مرتد وہ مسلمان ہی نہیں، سید ہونا تو بہت بڑی بات ہے، الحمد للہ کہ یہ فتوٰی بہت مشغولیت کی حالت میں بقدرِ ضرورت مکمل ہوا، اس کا نام الکلام المقبول فی طہارۃ نسب الرسول رکھتا ہوں، رب تعالٰی قبول فرمائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔